باب۔ 1

آئین : کیوں اور کیسے؟

تمہید

یہ کتاب آئین ہند کے طریق عمل سے متعلق ہے۔اس کے ابواب میں آپ کو ہمارے آئین کے طریقِ عمل سے متعلق،مختلف پہلوؤں کا علم ہوگا۔ اپنے ملک کے مختلف اداروں اور ان کے درمیان باھمی رشتوں کے متعلق بھی آپ کو معلومات حاصل ہوں گی۔

اس سے قبل کہ انتخابات ، حکومتوں، صدر اور وزرائے اعظم کے متعلق مطالعہ شروع کیا جائے، یہ سمجھنا ضروری ھے کہ حکومت کا تمام تر ڈھانچہ اور اس کے اداروں کو باھم مربوط رکھنے والے مختلف اصول کی بنیاد اور ان کا مبدا و مآخذ آئین ہند ھی ہے۔

اس باب کا مطا لعہ کرنے کے بعد آپ جانیں گے:

آئین کے کیا معنی ھیں؛
- آئین، سماج کے لیے کیا کرتا ؛
- آئین، کس طرح سماج میں اقتدار کا تعین اور انتظام کرتا ھے اور
- آئین ھند کس طرح تشکیل دیا گیا۔

ہمیں آئین کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

آئین کیا ہے؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ یہ سماج کے لیے کیا کردار ادا کرتا ہے؟ ہمارے روز مرّہ کے وجود سے آئین کا کیا تعلق ہے؟ ان سوالات کے جواب اتنے مشکل نہیں ہیں جتنا ہو سکتا ہے کہ آپ سمجھتے ہیں۔

آئین ربط باہمی اور یقین دہانی کا مظہر ہے :

تصور کیجیے آپ ایک خاصے بڑے گروہ کے ایک رکن ہیں۔ مزید تصور کیجیے کہ اس گروہ کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔ اس گروہ کے افراد کئی معنوں میں مختلف ہیں۔ وہ مختلف مذاہب کے ماننے والے ہیں۔ بعض ہندو ہیں، بعض مسلمان ہیں، بعض عیسائی ہیں اور بعض کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے۔ کچھ اور معاملات میں بھی وہ ایک دوسرے سے مختلف و ممتاز ہیں: وہ مختلف پیشے اختیار کیے ہوئے ہیں، ان کی مختلف صلاحیتیں ہیں، مشاغل مختلف ہیں۔ فلم سے کتابوں تک ان کا ذوق ہر چیز میں ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ بعض امیر ہیں اور بعض غریب، بعض بوڑھے ہیں، بعض نوجوان۔ مزید تصور کیجیے کہ اس گروہ کے ممبران، زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ کس کو کتنی جائیداد کا مالک ہونا چاہیے؟ کیا ہر بچہ کو اسکول جانا ضروری قرار دینا چاہیے یا والدین پر اس معاملہ کو چھوڑ دینا چاہیے؟ اس گروہ کو اپنی سلامتی اور تحفظ پر کتنا خرچ کرنا چاہیے؟ کیا اس کی بجائے پارک بنائے جانے چاہئیں؟ کیا اس گروہ کو اپنے ہی کچھ ارکان کے خلاف امتیاز برتنے کی اجازت دی جائے؟ آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ہر سوال کا جواب، مختلف لوگوں سے مختلف ہی ملے گا۔ لیکن اختلافات کے باوجود اس گروہ کو ایک ساتھ رہنا ہے۔ وہ مختلف طریقوں سے ایک

یہ گروہ بالکل میرے گاؤں کے لوگوں جیسا ھے۔

ھاں! یہ میری کالونی بھی ہو سکتی ھے۔ کیا یہ آپ کے گاؤں یا قبضہ یا کالونی پر بھی چسپاں ہوتا ھے۔

دوسرے پر منحصر ہیں۔ وہ ایک دوسرے کا تعاون چاہتے ہیں۔ کون اس گروہ کو، پُرامن طریقہ سے رہنے کے قابل بنائے گا؟

آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس گروہ کے ارکان شاید اس طرح ایک ساتھ رہ سکتے ہیں کہ وہ بعض بنیادی اصولوں پر متفق ہو جائیں۔ اس گروہ کو کچھ بنیادی اصولوں کی ضرورت کیوں ہوگی؟ ذرا سوچئے کہ کچھ بنیادی اصولوں کی غیر موجودگی میں کیا ہوگا؟ ہر فرد، محض اس لیے غیر محفوظ ہوگا کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا ہوگا کہ اس گروہ کے ممبران ایک دوسرے کے لیے کیا کر سکتے ہیں، کون کس چیز پر اپنا حق جتائے؟ کسی بھی گروہ کو کچھ بنیادی اصولوں کی ضرورت ہوگی جن کا اعلانِ عام کیا جائے گا اور گروہ کا ہر ممبران سے واقف ہوگا تا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعاون کر سکے۔ ان اصولوں کا نہ صرف علم ہو بلکہ وہ نافذ کرنے کے قابل بھی ہوں۔ اگر شہریوں کو یقین دہانی نہ کرائی جائے کہ دوسرے لوگ بھی ان پر عمل کریں گے تو وہ کیوں ان پر عمل کریں گے۔ یہ بات کہ یہ اصول قانونی طور پر نافذ ہوں گے، ہر شخص کو اس بات کا یقین دلائے گا کہ دوسرے بھی اس پر عمل کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کو سزا ملے گی۔

آئین کا پہلا کام ہے ایسے بنیادی اصولوں کا مجموعہ فراہم کرنا جو سماج کے ارکان کے درمیان کچھ نہ کچھ باہمی ربط کی اجازت دے اور اس کی یقین دہانی کرائے۔

ربط باہم اور اس بارے میں یقین دہانی کا ضامن ہو

سرگرمی (Activity) :

اس حصہ میں پیش کردہ خیالات کا اپنی کلاس میں تجربہ کیجیے۔ پوری کلاس بحث ومباحثہ کرے اور کچھ فیصلوں تک ضرور پہنچے جو پورے سیشن میں ہر ایک پر نافذ ہوں۔ یہ فیصلے درج ذیل کے بارے میں ہونے چاہئیں :

- کلاس کے نمائندوں کو کیسے چنا جائے گا؟
- نمائندے پوری کلاس کی جانب سے کون کون سے فیصلے لینے کے اهل ہوں گے؟
- کیا پوری کلاس کی رائے لیے بغیر، کلاس کے نمائندے کچھ فیصلے لے سکتے ہیں؟
- آپ اس فهرست میں کوئی دوسرا موضوع بھی شامل کرسکتے ہیں (کلاس کے لیے ایک عام فنڈ اکٹھا کرنا، پکنک اور تفریحی سفر منظم کرنا، عام وسائل میں ساجھے داری کرنا----)اس موضوع سے متعلق بھی اتفاق رائے پیدا کیجیے، اس بات کو یقینی بنایے کہ آپ نے وہ تمام موضوعات شامل کرلیے ہیں جن کی وجہ سے ماضی میں اختلافات رہ چکے ہیں۔

- ضرورت پڑنے پر کس طرح ان فیصلوں پر نظرثانی کی جائے گی؟
- تمام فیصلے ایک کاغذ پر لکھ لیجیے اور ان کو نوٹس بورڈ پر لگا دیجیے۔اس فیصلہ میں آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟ کیا مختلف طلباء کے درمیان اختلافات تھے؟ آپ نے ان اختلافات کو کیسے دور کیا؟ اس تجربہ سے پوری کلاس کو کچھ حاصل ہوا؟

فیصلہ سازی کے اختیارات کی تفصیل

آئین بنیادی اصولوں کا ایک مجموعہ ہوتا ہے جس کے مطابق مملکت کی تشکیل و تنظیم ہوتی ہے۔لیکن یہ بنیادی اصول کیا ہونے چاہئیں؟ ان کو کیا چیز بنیادی بناتی ہے؟ گویا، پہلا سوال تو یہ ہے کہ یہ کون طے کرے گا کہ سماج کو حکومت سے منضبط کرنے والے قانون کون سے ہوں گے؟ آپ قانون (الف) چاہیں گے تو دوسرا شخص قانون (ب) چاہے گا۔ہم کیسے طے کریں گے کہ ہم پر کس قانون کی حکومت ہونی چاہئے؟ آپ کا خیال ہے کہ جو اصول آپ پسند کرتے ہیں، وہی سب سے بہتر ہیں۔لیکن دوسروں کا خیال ہے کہ ان کے اپنے اصول سب سے بہتر ہیں۔اس اختلاف کو کیسے حل کریں گے؟ آپ کے فیصلہ لینے سے پہلے کون طے کرے گا کہ یہ حق کس گروہ کو حاصل ہے؟ کس کو یہ معاملہ طے کرنے کا اختیار ہوگا؟

اس سوال کا جواب آئین کے پاس ہے۔یہ سماج میں اقتدار کے تعین کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور اس کی نشان دہی کرتا ہے۔یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون یہ طے کرے گا کہ قانون کیا ہوں گے؟ اصولاً، اس سوال کے کئی جواب دیئے جا سکتے ہیں۔ایک بادشاہی نظام میں یہ سب کچھ بادشاہ طے کرے گا۔کچھ پرانے آئینوں، جیسے سوویت یونین میں ایک واحد جماعت کو فیصلہ کا اختیار دیا گیا تھا۔لیکن جمہوری آئین میں، وسیع النظری سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اختیار عوام کو حاصل ہے۔لیکن اگر یہ بھی کہیں کہ عوام کو فیصلہ کرنا چاہئے تو یہ صحیح جواب نہ ہوگا۔عوام کو کیسے طے کرنا چاہئے؟ کسی چیز کو قانونی شکل دینے کے لیے، کیا ہر شخص کا اس سے اتفاق کرنا ضروری ہے؟ کیا ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر معاملہ پر، سب لوگ براہ راست اُسی طرح ووٹ دیں جیسے یونانی کیا کرتے تھے؟ یا عوام کو اپنے منتخبہ ممبران رنمائندوں کے ذریعہ اظہار رائے کرنا چاہئے؟ ان نمائندوں کا انتخاب کیسے ہونا چاہئے؟ کتنے نمائندے ہونے چاہئیں؟

آئین ہند میں، اس بات کی خاص طور سے وضاحت کی گئی ہے کہ زیادہ تر معاملات میں، پارلیمنٹ ہی قانون اور پالیسیاں طے کرے گی۔ پارلیمنٹ خود بھی ایک مخصوص طریقہ سے تشکیل دی جاتی ہے۔ کسی مخصوص سماج میں کیا قانون ہیں، اس کو جاننے سے پہلے آپ کو یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس پر عمل کا اختیار کس کو حاصل ہے؟ اگر ہم یہ کہیں کہ قوانین کو نافذ کرنے کا اختیار پارلیمنٹ کے پاس ہے تو ہمیں ایک بالاتر قانون کی ضرورت ہوگی جو ابتدا میں ہی یہ اختیار پارلیمنٹ کو عطا کرتا ہے۔ یہ ذمہ داری آئین کی ہے جو ایک بااختیار انتظامیہ ہے جو اولاً حکومت کی تشکیل کرتی ہے۔

آئین کا دوسرا کام ہے یہ طے کرنا کہ سماج میں فیصلہ لینے کا اختیار کس کو حاصل ہے۔ حکومت کیسے تشکیل دی جائے گی؟

ایک کارٹون پڑھیے

یوروپین یونین کے ممالک نے ایک یوروپی آئین مرتب کرنے کی کوشش کی۔ یہ کوشش ناکام ہوگئی۔ اس کوشش پر ایک کارٹونسٹ کا خاکہ دیکھیے۔ کیا آئین سازی میں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے؟

"European Constitution" by Patrick Chappate, International Herald Tribune, 21SEP04 Copyright Cagle Cartoons.

حکومت کے اختیارات پر بندشیں

لیکن صرف یہی کافی نہیں ہے۔ فرض کیجیے: آپ نے طے کیا کہ کون فیصلہ ساز ہوگا۔ لیکن جب قانون، یہ اختیار منظور کر لیتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ آپ اس کو غیر منصفانہ سمجھیں۔ مثال کے طور پر اس قانون نے آپ کو، اپنے مذہب کی پیروی کی ممانعت کر دی یا یہ فیصلہ دے دیا کہ ایک خاص رنگ کے کپڑوں پر پابندی ہے۔ یا یہ کہ آپ کچھ مخصوص نغمے نہیں گا سکتے، یا یہ کہ ایک خاص گروہ (ذات یا مذہب) سے تعلق رکھنے والے ہمیشہ دوسروں

کی خدمت کریں گے، اور کوئی جائیداد رکھنے کے حقدار نہ ہوں گے۔ یا یہ کہ حکومت کسی شخص کو بھی گرفتار کر سکتی ہے۔ یا یہ کہ خاص رنگ کی جلد کے لوگ، کنوؤں سے پانی نہیں بھر سکتے۔ ظاہر ہے کہ آپ سوچیں گے کہ یہ قوانین، غیر منصفانہ اور نا مناسب ہیں۔ اگر چہ ان کو کسی ایسی حکومت نے منظور کیا ہوگا جو باضابطہ تشکیل دی گئی ہو، تب بھی ایسے قانون منظور کرنے کے خلاف انصاف کے امکانات کم ہی ہوں گے۔

لہٰذا، آئین کا تیسرا کام ہے: حکومت پر کچھ بندشیں لگانا کہ وہ شہریوں پر کیا کیا نافذ کر سکتی ہے۔ یہ بندشیں اس معنی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کہ حکومت کبھی ان میں مداخلت نہیں کرے گی۔

اوہ! تو پہلے آپ ایک دیوقامت جانور کی تخلیق کریں گے۔ اور پھر پریشان ہوں گے اس سے خود کو بچانے کے لیے۔ میں تو کہوں گا کہ آپ نے اس دیوقامت جانور کو پیدا ہی کیوں کیا جس کا نام حکومت ہے؟

آئین، مختلف طریقوں سے، حکومت کے اختیارات پر بندشیں لگاتا ہے۔ حکومت کے اختیار کو محدود رکھنے کا سب سے عام طریقہ یہ ہے کہ کچھ بنیادی حقوق کا تعین کیا جائے جو شہریوں کو حاصل ہوں۔ اور کسی بھی حکومت کو ان حقوق کی خلاف ورزی کی اجازت نہ دی جائے۔ ان حقوق کا قطعی مواد اور تشریح، ہر آئین میں دوسرے آئین سے مختلف ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ تر آئین، حقوق کے بنیادی ڈھانچہ کی حفاظت کرتے ہیں جیسے بغیر وجہ کسی شہری کو گرفتار ہونے سے محفوظ رکھنا، حکومت کے اختیارات پر یہ حد لگادی گئی ہے۔ عام حالات میں شہریوں کو بعض بنیادی آزادیاں حاصل ہوں گی جیسے آزادی تقریر، ضمیر کی آزادی، انجمنیں قائم کرنے کی آزادی، تجارت یا کاروبار کی آزادی، وغیرہ وغیرہ۔ عملی طور پر ایسے مواقع فراہم ہوں گے جب ان حقوق پر بندشیں بھی لگائی جا سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر حسّاس قسم کے ناگہانی حالات میں ایسا کیا جا سکتا ہے۔

معاشرہ کی آرزوئیں اور مقاصد

زیادہ تر قدیم آئین کچھ خاص کاموں تک محدود ہوتے ہیں: مثلاً فیصلہ سازی کے اختیار کا تعین کرنا اور حکومت کے اختیارات پر کچھ بندشیں لگانا۔ بیسویں صدی کے بہت سے آئین اپنی منزل کی تعیین میں مثبت رُخ رکھتے ہیں جن میں آئین ہند ایک بہترین مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ حکومت کو بعض مقاصد کے حصول کا دائرہ کار مہیا کراتا ہے جس

سے معاشرے کے مقاصد اور آرزوؤں کا اظہار ہو سکے۔اس معنی میں، آئینِ ہند کافی جدت پسند ہے۔وہ معاشرے جن میں عدم مساوات کی جڑیں گہری ہیں، ان کو نہ صرف حکومت کے اختیارات پر بندشیں لگانا ہوں گی بلکہ عدم مساوات اور محرومی کی نشانیوں کو ختم کرنے کے لیے مثبت قدم اٹھانے ہوں گے۔

مثال کے طور پر، ہندوستان نے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی خواہش کی جو ذات پات کے امتیازات سے پاک ہو۔اگر یہی ہمارے معاشرے کی آرزو یا تمنّا ہے تو اس مقصد کے حصول کی خاطر، حکومت کو تمام ضروری اقدام کرنے ہوں گے۔جنوبی افریقہ جیسے ملک میں، جس کی نسلی امتیاز پر مبنی قدیم تاریخ ہے، اس نسلی امتیاز کو ختم

ایک کارٹون پڑھیے

آئین سازوں کو مختلف آرزوؤں کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔یہاں نہرو مختلف بصیرتوں اور نظریات کے مابین توازن قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔کیا آپ پہچان سکتے ہیں کہ یہ مختلف گروہ کون کون سے ہیں؟ آپ کے خیال میں اس توازن کے عمل میں کون حاوی رہا؟

کرنے کے مقصد سے آئین نے حکومت کو اس قابل بنایا۔مثال کے طور پر، ہند کے آئین سازوں نے یہ فکر کی کہ سماج میں ہر فرد کو ایک باوقار اور خوددار زندگی گزارنے کے لیے سب کچھ ملنا چاہیے۔کم سے کم مادی راحت

کے لیے،تعلیم وغیرہ وغیرہ۔آئین ہند،حکومت کواس قابل بناتا ہے کہ وہ قانونی طور پر بعض امور میں قابلِ عمل اور مثبت فلاحی قدم اٹھائے۔ہم جب آئین ہند کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اس طرح کی دفعات کو آئین کی حمایت حاصل ہے جو اس کی تمہید میں موجود ہے، اور بنیادی حقوق میں شامل ہے۔ ریاست پالیسی کے رہنما اصول، جو آئین ہند کے چوتھے حصہ میں شامل ہیں،اسی لیے ہیں کہ حکومت عوام کی توقعات کو پورا کرسکے۔

آئین میں عمدہ باتیں لکھنے سے کیا فائدہ؟ ایسی بلند آرزوؤں اور مقاصد کو تحریر کرنے میں کیا پوائنٹ ہے کہ جن سے ہم عوام کی زندگی تبدیل نہ کرسکیں۔

آئین کا چوتھا کام ہے، ایک منصفانہ معاشرے کے لیے مناسب حالات پیدا کرنا تاکہ معاشرہ کی خواہشات کا اظہار ہو اور ان کو عملی شکل بھی دی جا سکے۔

آئین میں بااختیار بنانے والی دفعات

آئین، حکومت کے اختیارات پر محض کنٹرول کرنے کے طور طریقوں اور اصولوں کا نام نہیں۔ وہ حکومت کو، معاشرہ کی اجتماعی فلاح کے لیے، اختیارات بھی عطا کرتا ہے۔

- جنوبی افریقہ کے آئین نے حکومت کو بہت سی ذمّہ داریاں سونپی ہیں: یہ آئین چاہتا ہے کہ فطرت (نیچر) کی حفاظت اور فروغ کے لیے اقدامات کیے جائیں، غیر مناسب امتیازات سے اشخاص اور گروہوں کو تحفظ فراہم کیا جائے اور حکومت سب کو مناسب طور پر رہائش، صحت کی نگہداشت وغیرہ تیزی کے ساتھ مہیا کرائے۔
- انڈونیشیا کے معاملہ میں بھی حکومت، قومی تعلیمی نظام قائم کرنے اور جاری رکھنے کی سہولت دیتی ہے۔انڈونیشیا کا آئین اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ حکومت کے ذریعہ غریب اور بے سہارا بچوں کی صحیح دیکھ بھال ہو۔

قوم کی بنیادی شناخت

آخری اور شاید سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آئین، کسی قوم و ملک کی بنیادی شناخت کا اظہار کرتا ہے۔

اس کے معنی ہیں کہ کوئی قوم بحیثیت مجموعی ایک بنیادی آئین کے ذریعہ وجود میں آتی ہے۔حکومت کس پر ہو اور حکومت کس طرح ہو،اس بارے میں بنیادی اصولوں کے ایک مجموعے پر اتفاق رائے کے ذریعے ہی ایک مجموعی شناخت کی تشکیل ہوسکتی ہے۔آئین کے وجود سے پہلے کسی شخص کی کئی شناختیں ہوسکتی ہیں لیکن کچھ بنیادی اصولوں سے اتفاق کرنے پر اس شخص کو ایک سیاسی شناخت حاصل ہوجاتی ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ آئینی معیار ایک ایسا محیط چوکھٹا ہے جس میں ہم اپنی انفرادی آرزوؤں،مقاصد اور آزادیوں کو حاصل کرتے ہیں۔ہم کیا کرسکتے ہیں اور کیا نہیں کرسکتے،آئین اس بات پر آمرانہ بندشیں عائد کرتا ہے۔یہ ان بنیادی اقدار کی تعریف کرتا ہے جن کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی۔اس طریقہ سے آئین ہم کو ایک اخلاقی شناخت بھی دیتا ہے۔تیسری اور آخری بات، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ بہت سی سیاسی اور اخلاقی اقدار، اب مختلف آئینی روایات کا حصّہ بن گئی ہوں۔

ایک کارٹون پڑھیے

صدام حسین کی حکومت کے خاتمہ کے بعد،عراق کے لیے نئے آئین کی تحریر کی وجہ سے ملک کے مختلف نسلی گروہوں میں تنازعہ کھڑا ہوگیا۔یہ مختلف لوگ کیا چاہتے ہیں؟ یہاں دکھائے گئے تنازعہ کا مقابلہ پہلے دکھائے گئے یوروپین یونین اور ہندوستان سے متعلق کارٹونوں سے کیجیے۔

"Iraqi Constitution", John Trever, *Albuquerque Journal*, 18AUG05. Copyright. Cagle Cartoons.

اگر ہم دنیا کے مختلف آئینوں کو دیکھیں تو وہ بہت سے معنی میں ایک دوسرے سے مختلف ملیں گے۔حکومت کی قسمیں الگ، ان کی تفصیلات بھی مختلف۔لیکن ان کے مابین کچھ اچھے امور مشترک ہیں۔جدید ترین آئین ایسی حکومت کی تخلیق کرتے ہیں جو بہت سے امور میں جمہوری ہوتے ہیں۔زیادہ تر آئین،بعض بنیادی حقوق کی حفاظت کا دعویٰ کرتے ہیں،لیکن ان کے درمیان سب سے زیادہ فرق،قومی شناخت سے

متعلق نظریات میں ہوتا ہے، زیادہ تر قومیں، پیچیدہ تاریخی روایات کے امتزاج کا نمونہ ہوتی ہیں۔ وہ مختلف گروہوں میں ہم آہنگی قائم کرتی ہیں۔ یہ گروہ مختلف سہی، لیکن ایک قومی ملک کے کردار کی زندگی گزارتے ہیں۔مثال کے طور پر، جرمن قوم کی شناخت، ان کے جرمن نسل ہونے کی وجہ سے ہے۔آئین نے اس شناخت کو ایک اظہار دیا ہے۔ دوسری جانب، آئین ہند، نسلی شناخت کو شہریت کی کسوٹی تسلیم نہیں کرتا۔کسی قوم کی مرکزی اور علاقائی اکائیوں کے درمیان، رشتوں کی بنا پر، مختلف قوموں کے نظریات الگ الگ ہوتے ہیں۔ یہی رشتہ، کسی قوم و ملک کی قومی شناخت بناتا ہے۔

اپنی پیش رفت کا جائزہ لیجیے

یہاں آئین ہند اور دوسرے آئینوں سے کچھ دفعات دی گئی ہیں۔ ہر دفعہ کیا کام انجام دیتی ہے، اس کے بارے میں تحریر کیجیے:

کسی مذہب کی پیروی کرنے یا نہ کرنے کے لیے حکومت کسی شہری کو حکم نہیں دے سکتی۔	حکومت کے اختیارات پر پابندیاں
حکومت کو کوشش کرنی چاہیے کہ آمدنی اور دولت میں عدم مساوات کم ہو سکے۔	
صدر کو، وزیر اعظم کا تقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔	
آئین، وہ بالاتر قانون ہے جس کی پابندی ہر ایک پر لازم ہے۔	
ہندوستانی شہریت، کسی نسل، ذات یا مذہب کے لوگوں تک محدود نہیں ہے۔	

آئین کا اقتدار اعلیٰ

آئین کیا فرائض انجام دیتا ہے، اس کا ایک خاکہ ہم پیش کر چکے ہیں۔ یہ تمام اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ مختلف معاشروں کے لیے آئین کیوں ضروری ہے۔البتہ آئین کے متعلق ہم تین مزید سوالات پوچھ سکتے ہیں:

a) آئین کیا ہے؟

b) آئین کتنا موثر ہوتا ہے؟

c) کیا آئین منصفانہ ہوتا ہے؟

بیشتر ممالک میں، آئین ایک ایسی جامع دستاویز سمجھی جاتی ہے جس میں مملکت کے متعلق مخصوص دفعات شامل ہوتی ہیں۔ اس کی خاص طور سے وضاحت ہوتی ہے کہ مملکت کی تشکیل کیسے ہوگی اور کون سے معیاروں کی پیروی کی جائے گا۔ جب ہم کسی ملک کے آئین کی بات کرتے ہیں تو دراصل ہم اسی دستاویز کا حوالہ دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن بعض ممالک کا کوئی آئین ہی نہیں ہوتا ہے جیسے متحدہ انگلستان (U.K)۔ اس کی بجائے مختلف دستاویزوں اور فیصلوں پر مبنی ایک سلسلہ ہوتا ہے جس کو بحیثیت مجموعی، آئین کا نام دیا جاتا ہے۔ لہٰذا، ہم کہہ سکتے ہیں کہ آئین ایک دستاویز ہے یا دستاویزات کا ایک مجموعہ ہے جو مندرجہ بالا فرائض انجام دیتا ہے۔

لیکن دنیا میں بہت سے آئین کاغذی دستاویزات ہیں، چند الفاظ جن کو چرمی کاغذ پر لکھ دیا گیا۔ اہم سوال یہ ہے کہ: آئین کتنا موثر ہے؟ کون اس کو موثر بناتا ہے؟ کون ضمانت دیتا ہے کہ یہ لوگوں کی زندگی میں واقعی موجود ہے؟ کسی آئین کو موثر بنانا خود کئی عناصر پر منحصر ہے۔

عوام کیا کریں، اگر وہ یہ دیکھیں کہ ان کا آئین منصفانہ نہیں ہے؟ اگر کوئی آئین محض کاغذی حیثیت رکھتا ہے تو اس ملک کے عوام کا کیا ہوگا؟

تشہیر کا انداز

یہ ذکر اس سلسلہ میں ہے کہ آئین کس طرح وجود میں آتا ہے، کس نے آئین کی تخلیق کی۔ ان کے پاس کیا اختیار تھے؟ بہت سے ممالک میں آئین معطل ہوکر رہ جاتے ہیں کیوں کہ ان کو یا تو فوجی سربراہان نے تیار کیا ہوتا ہے یا پھر غیر مقبول رہنماؤں نے، جن میں عوام کو اپنے ساتھ لے کر چلنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ سب سے زیادہ کامیاب آئین ہندوستان، جنوبی افریقہ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ (U.S.A) کے ہیں۔ یہ ایسے آئین ہیں جو مقبول قومی تحریکوں کے نتیجے میں

2019-20

تخلیق ہوئے۔ اگرچہ آئین ہند کو ایک آئین ساز اسمبلی نے دسمبر 1946 اور دسمبر 1949 کے درمیان تیار کیا، تاہم اس نے طویل مدتی قومی تحریک سے وہ سب کچھ اخذ کیا جو ہندوستانی معاشرے کے مختلف طبقوں کو ایک ساتھ لے کر چلی تھی۔ اس حقیقت سے آئین نے زبردست قانونی استحقاق حاصل کیا کہ اس آئین کو ان لوگوں نے تیار کیا ہے جن کو عوام کا زبردست اعتبار حاصل تھا۔ جو باہمی گفتگو کی صلاحیت رکھتے تھے اور معاشرے کے وسیع بین۔ گروہی رشتوں کا ادراک رکھتے تھے، جو عوام کو یقین دلانے کے اہل تھے کہ ان کے ذاتی اختیار کو ترقی دینے کے لیے، آئین ایک طریقہ کا رثابت ہوگا۔ بالآخر، جو دستاویز تیار کی گئی وہ اس ماحول کی وسیع تر قومی ہم آہنگی کی عکاسی کرتی تھی۔ بعض ممالک نے اپنے آئین کو ایک باقاعدہ ریفرینڈم کا تابع بنا دیا ہے، جہاں عوام، آئین کی محبوبیت کا خود ہی فیصلہ کرتے ہیں لیکن آئینِ ہند کو کبھی ریفرینڈم کے ماتحت نہیں لایا گیا۔ لیکن اس میں زبردست عوامی طاقت پوشیدہ تھی کیوں کہ اس کے درپردہ، سربراہان قوم کو حاصل غیر معمولی عوامی مقبولیت اور عوامی حمایت تھی اگرچہ آئین ریفرینڈم کا تابع نہیں ہے لیکن

نیپال میں آئین سازی پر بحث و مباحثہ

آئین سازی ہمیشہ ایک آسان اور باضابطہ معاملہ نہیں ہوتا۔ آئین سازی کی پیچیدہ نوعیت کی ایک مثال نیپال ہے۔ 1948 سے نیپال کے پانچ آئین تیار ہوئے۔ 1948، 1951، 1959، 1962 اور 1990۔ لیکن یہ تمام آئین شاہ نیپال کے ''عطا کردہ'' تھے۔ 1990 کے آئین نے مخلوط جماعتی مقابلہ کی ابتدا کی، جب کہ بادشاہ کو بہت سے معاملات میں آخری اختیارات حاصل تھے۔ پچھلے دس سالوں سے، ملک کی سیاست اور حکومت کی تشکیل نو کے لیے، نیپال نے شدت پسند سیاسی احتجاج کا سامنا کیا ہے۔ خاص مسئلہ بادشاہت کا رول ہے۔ کیا بادشاہ کا رول برائے نام ہونا چاہئے یا اس کے اختیارات محدود ہوں؟ نیپال کی سیاسی جماعتوں میں اس معاملہ پر اتفاق رائے نہیں ہے۔ خود بادشاہ بھی اپنے محدود اختیارات کے حق میں نہیں ہے۔

اس کی دفعات کی تعمیل کے ذریعہ عوام نے اس کو خود اپنی دستاویز کی طرح تسلیم کیا۔ لہٰذا، یہ بات کہ کون آئین کو عملی جامہ پہنانے کا اختیار رکھتا ہے، اس بات میں مدد کرتا ہے کہ اس کی کامیابی کی کتنی امید ہے۔

آئین کی مستقل دفعات

ایک کامیاب آئین کا ثبوت یہ ہے کہ معاشرے میں ہر شخص اس کی دفعات کو تسلیم کرنے کی کوئی نہ کوئی دلیل رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی آئین مستقل اکثریت کو محروم اقلیت پر جبر کا اختیار دیتا ہے تو وہاں کس بنا پر اقلیتیں آئین کی پیروی کریں گی۔ یا کوئی آئین، دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں بعض دوسرے لوگوں کو خصوصی سہولیات مہیا کرائے، یا متواتر معاشرے کے چھوٹے گروہوں کے اختیارات میں بے جا مداخلت کرے تو وہاں کس طرح آئین کی پابندی کرائی جائے گی۔ اگر کوئی گروہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی شناخت کو ختم کیا جا رہا ہے تو اس کے پاس آئین کو ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔ کوئی آئین خود بخود انصاف حاصل نہیں کرتا بلکہ اسے عوام کو یقین دلانا پڑتا ہے کہ آئین کا یہ خاکہ بنیادی انصاف مہیا کرانے کے لیے ہے۔

تجربہ کیجیے۔ خود سے سوال پوچھیے: معاشرے میں بعض بنیادی اصولوں کی ایسی کون سی تشریح ہوگی جو ہر شخص کے لیے پیروی کرنے کے واسطے جواز پیش کر سکے۔

کوئی آئین اپنے ممبران کی آزادی اور مساوات کی جس قدر حفاظت کرے گا، اسی قدر وہ کامیاب ہوگا۔ وسیع معنوں میں کیا آئین ہند، ہر شخص کو اس کی وسیع تر پیروی کرنے کا جواز مہیا کرتا ہے؟ یہ کتاب پڑھنے کے بعد ہم اس سوال کا اثبات میں جواب دینے کے قابل ہو سکیں گے۔

اداروں کا متوازن ڈیزائن

اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ، اپنی طاقت بڑھانے کی غرض سے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ لیکن بہترین طریقے سے بنائے گئے آئین معاشرے کو اس دانش مندی سے ترتیب دیتے ہیں کہ کوئی بھی گروہ آئین کو خراب نہیں کر سکتا۔ آئین کو دانش مندی کا نمونہ بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی واحد ادارے کو طاقت کی اجارہ داری نہ دی جائے۔ ایسا کرنے کے لیے مختلف اداروں کے درمیان اختیارات تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر،

آ ئین ہند،مختلف اداروں کے درمیان اختیارات کی متوازی تقسیم کرتا ہے، جیسے مجلس قانون ساز،مجلس عاملہ اور عدلیہ، نیز خود مختار و آزاد قانونی ادارے جیسے الیکشن کمیشن ۔ یہ اس بات کی یقین دہانی ہے کہ اگر ایک بھی ادارہ آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو دوسرے اس کے جُرم کو چیک کریں گے۔نگرانی کرنے اور توازن کو برقرار رکھنے کے دانشمندانہ نظام نے ہی آئین ہند کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔

متوازن ادارہ جاتی ڈیزائن کا ایک دوسرا پہلو ہے: آئین ،بعض اقدار،معیارات اور طریقۂ کار میں جہاں ایک طرف آمرانہ رخ اختیار کرتا ہے وہیں بدلتی ضرورتوں اور حالات سے ہم آہنگی کے لیے اپنی کارکردگی میں بڑی لچک بھی رکھتا ہے۔ بہت زیادہ جامد آئین،تبدیلی کے دباؤ سے ٹوٹ سکتا ہے۔دوسری جانب، بے حد لچک دار آئین ، اپنے عوام کو سلامتی،پیش قدمی اور شناخت کچھ بھی نہیں دے سکتا۔کامیاب آئین وہ ہوتے ہیں جو مرکزی اقدار اور بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھالنے میں صحیح توازن قائم رکھتے ہیں ۔آئین بحیثیت ایک زندہ جاوید دستاویز (باب۔9) کے مطالعہ کے دوران آپ آئین کی دانش مندانہ ترتیب پر غور کریں گے۔ وہاں ہم نے آئین کی کو ایک ''زندہ جاوید'' دستاویز کا نام دیا ہے۔وجہ یہ ہے: دفعات کی تبدیلی کے امکانات اور ان تبدیلیوں پر حد بندیاں نافذ کرنے کے درمیان توازن قابلِ غور ہے۔آئین نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ ایک دستاویز کے طور پر، یہ آئین عوام کے احترام کے ساتھ قائم رہے گا۔اس میں اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا ہے کہ کوئی طبقہ یا گروہ،خود ہی آئین شکنی یا اس کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔

ایک کارٹون پڑھیے

کارٹونسٹ نے نئے عراقی آئین کو تاش کے پتوں کا محل کیوں ظاہر کیا ہے۔کیا یہ بیان آئین ہند پر بھی نافذ ہوتا ہے؟

لہٰذا یہ طے کرنے کے لیے کہ کیا آئین کے پاس طاقت ہے،آپ خود سے یہ تین سوالات پوچھ سکتے ہیں۔

- جنہوں نے آئین نافذ کیا،وہ قابلِ اعتبار لوگ تھے؟ اس کا جواب ہم اسی باب کے باقی حصہّ

میں پائیں گے۔

- دوسرے یہ کہ کیا آئین نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ طاقت کی تنظیم دانش مندانہ ہے تا کہ کسی گروہ کے لیے آئین کی تخریب کاری آسان نہ ہو؟
- عوام اپنی خوشی سے اطاعت کریں، یہ اس پر منحصر ہے کہ آئین منصفانہ ہے؟ اس سوال کا جواب ہم کتاب کے آخری باب میں دیں گے۔

آئین ہند کیسے بنایا گیا؟

آئندہ باب کے مطالعہ سے پہلے، ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ آئین ہند کیسے تیار کیا گیا۔ باضابطہ طور سے آئین ساز اسمبلی نے آئین تیار کیا جس کا انتخاب غیر منقسم ہندوستان نے کیا تھا۔ اس کی پہلی نشست **9** دسمبر **1946** کو ہوئی اور دوسری بار، تقسیم ہند کے بعد، **14** اگست **1947** کو۔ اس کے ممبران کا انتخاب بالواسطہ طور پر صوبہ جاتی مجالس قانون ساز کے ذریعے سے ہوا تھا جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ **1935** کے تحت تشکیل دی گئی تھیں۔ دستور ساز اسمبلی کی تشکیل برطانوی مجوزہ کمیٹی کے تجویز کردہ خطوط کے مطابق کی گئی تھی جسے کینٹ مشن کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس منصوبہ کے مطابق :-

- ہر صوبے، رجواڑے یا نوابی ریاستوں کے گروپوں کو ان کی آبادی کے مطابق اندازاً **1:100000** کے تناسب سے نشستیں دی گئی تھیں۔ نتیجہ میں، ان صوبوں کو (جو براہ راست برطانوی حکومت کے تحت تھے) **292** ممبران کا انتخاب کرنا تھا۔ جبکہ نوابی ریاستوں کو کم از کم **93** نشستیں دی گئی تھیں۔
- ہر صوبہ میں نشستوں کو تین اہم فرقوں — مسلم، سکھ اور عام فرقہ میں ان کی آبادی کے تناسب سے تقسیم کیا گیا تھا۔
- ہر فرقہ کے ممبران، صوبہ جاتی مجلس قانون ساز میں، اپنے نمائندوں کا انتخاب قابل ٹرانسفر واحد ووٹ کے ساتھ، متناسب نمائندگی کے طریقے سے کرتے تھے۔
- نوابی ریاستوں کے نمائندوں کے انتخاب کا طریقہ، باہمی مشورے سے ہوتا تھا۔

مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں http://parliamentofindia.nic.in/ds/debates/facts.htm

''ہمیں اپنی سیاسی جمہوریت کو سماجی جمہوریت کی شکل بھی دینی چاہیے۔ سیاسی جمہوریت اس وقت تک پائیدار نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کی بنیاد سماجی جمہوریت پر قائم نہ ہو۔ سماجی جمہوریت کے معنی کیا ہیں؟ اس سے مراد زندگی کا وہ انداز ہے جس میں آزادی، مساوات اور اخوت، زندگی کے اصولوں کی طرح شامل ہوں۔ آزادی، مساوات اور اخوت کے اصولوں کو، ان کے مجموعے سے جدا کر کے الگ الگ صورتوں میں نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ ان تینوں کے امتزاج سے ایک ایسی نوعیت کا مجموعہ سامنے آتا ہے جس میں ایک کو دوسرے سے جدا کرنا جمہوریت کے بنیادی مقصد کو ختم کرنا ہے۔ آزادی کو مساوات سے الگ نہیں کیا جا سکتا، مساوات کو اخوت سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مساوات کے بغیر آزادی سے چند لوگوں کو اکثریت پر برتری حاصل ہوگی۔ آزادی کے بغیر مساوات شخصی پیش قدمی کو ختم کردے گی۔ اخوت کے بغیر آزادی اور مساوات اپنی فطری راہ اختیار نہیں کر سکتے ..... ''

Dr.B.R.Ambedkar,
CAD, Vol, XI, P 979, 25 Nov. 1949

کیا آپ کی جماعت میں آزادی، مساوات اور اخوت کے اصولوں کو عمل میں لایا جاتا ہے؟ انھیں ایک ساتھ کس طرح عمل میں لا سکتے ہیں؟ اپنے دوستوں سے اس پر بات چیت کیجیے۔

پہلے حصّہ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ تین عوامل، آئین کو موثر اور قابل احترام بناتے ہیں۔ آئین ہند، کہاں تک اس امتحان میں کامیابی سے گذرا ہے؟

آئین ساز اسمبلی کی تشکیل

اگر قانون ساز اسمبلی کو تمام ہندوستانی عوام منتخب کرتے تو کیا ہوا کیا عوام کی منتخب کردہ یہ اسمبلی، اس قانون ساز اسمبلی سے بہت زیادہ مختلف ہوتی جو اس وقت تشکیل پذیر ہوتی تھی

جون 3، **1947** کے منصوبہ کے مطابق ہندوستان تقسیم ہوگیا۔ اس سے پہلے جو ممبران پاکستان کے علاقوں سے منتخب ہوئے تھے، ان کی آئین سازی کی رکنیت ختم ہوگئی۔ اور آئین ساز اسمبلی کے ممبران کی تعداد **299** رہ گئی۔ آئین یا دستور **26** نومبر **1948** کو پاس کیا گیا۔ **24** نومبر **1950** کو عملاً **284** ممبران موجود تھے اور انھوں نے اس میں آئین کے حتمی طور پر پاس ہونے کے وقت اس پر دستخط کیے تھے۔ یہ آئین تقسیم وطن کے بھیانک اور پُرتشدد پس منظر میں، منظور ہوا لیکن یہ برِصغیر کے قانون سازوں کے لیے تحمّل کے لیے ایک خراج تحسین ہے۔ جنھوں نے زبردست تناؤ کے ماحول میں، آئین کا متن تیار کیا اور ایسے ناقابل تصور تشدد سے اچھا سبق حاصل کیا۔ آئین نے شہریت کا ایک نیا نظریہ اختیار کیا جہاں اقلیتیں نہ صرف محفوظ ہوں گی بلکہ مذہبی شناخت بھی ان کے شہری حقوق پر اثر نہیں ڈالے گی۔

جس مجلس آئین ساز نے آئین کا متن تیار کیا، سطحی طور پر اس کی تشکیل کا بیان اور تیاری کا عمل صرف سطحی امور پر روشنی ڈالتا ہے۔ حالانکہ آئین ساز مجلس کے ممبران کا انتخاب حق رائے ہندگی بالغان

(UNIVERSAL SUFFRAGE) کے ذریعہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن اسمبلی کو صحیح معنوں میں نمائندہ جماعت بنانے کی سنجیدہ کوششیں کی گئیں۔ اس اسکیم میں تمام مذاہب کے ممبران کو نمائندگی دی گئی تھی۔ مزید یہ کہ مجلس میں **26** ممبران، درج فہرست ذاتوں سے منتخب کئے گئے تھے۔ سیاسی جماعتوں کے نقطۂ نظر سے، اسمبلی پر کانگریس حاوی تھی کیوں کہ تقسیم کے بعد اسمبلی میں **82%** ممبران اسی جماعت سے تھے۔ چونکہ کانگریس ایک کثیر جہتی جماعت تھی اس نے رائے عامہ کے سب ہی رنگوں کو اپنے اندر سمولیا تھا۔

بحث و مباحثہ کا اصول

مجلس آئین ساز اگرچہ مکمل طور سے نہیں لیکن وسیع معنوں میں نمائندہ جماعت تھی۔ اور یہی اس کے اختیار و اقتدار کا ماخذ تھا۔ اس کی اہمیت، وہ طریقۂ کار تھا جس کے ذریعہ آئین کی تشکیل ہوئی اور اس کے ممبران نے مباحثہ کے دوران ان اقدار کو اپنایا۔ نمائندگی کا دعویٰ کرنے والی کسی بھی مجلس میں یہ بات پسندیدہ مانی جاتی ہے کہ معاشرے کے مختلف طبقے اس میں حصّہ لیں۔ اتنا ہی اہم یہ ہوتا ہے کہ وہ محض اپنے فرقہ یا مخصوص شناخت کی نمائندگی نہ کریں۔ مباحثہ کے دوران، ہر ممبر نے، پوری قوم کے مفادات کو اپنے ذہن میں رکھا۔ گو کہ ان کے درمیان نا اتفاقی بھی تھی لیکن یہ نا اتفاقیاں محض اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے تھیں جسے بہت کم ممبران نے اختیار کیا۔ اصولوں پر جائز اختلافات بھی تھے اور بہت تھے۔ جیسے: کیا ہندوستان کو ایک مرکزی نظام حکومت اختیار کرنا چاہیے یا غیر مرکزی نظام حکومت؟ ریاستوں کے درمیان رشتے کیسے ہوں؟ عدلیہ کے اختیارات کیا کیا ہونے چاہئیں؟ کیا حق جائیداد کی حفاظت، آئین کو کرنی چاہیے؟ تقریباً ہر نکتہ جدید ریاست کی بنیادوں میں ہم آہنگی کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ صرف ایک ایسی دفعہ **(ARTICLE)** تھی جس کو بغیر بحث و مباحثہ کے، اختیار کرلیا گیا: حق رائے دہندگی بالغان۔ ایک بار تمام ممبران نے جب یہ احساس کرلیا کہ ووٹ کا حق کس کو ملنا چاہیے تو اس مسئلے پر بحث کی ضرورت نہیں سمجھی گئی لیکن دوسرے امور پر تفصیلی بحث ہوئی۔ جمہوری طریقہ سے اسمبلی کے کام کی اس سے بہتر کوئی دستاویز نہیں ہوسکتی۔

آئین نے اپنے اختیار اس حقیقت کی بنا پر حاصل کیے کہ ممبران آسمبلی ایک عوامی جواز **(Public Reason)** حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ ممبران اسمبلی نے بحث اور پُر مدلّل مباحثہ پر بہت زور دیا۔ انہوں نے محض اپنے مفادات کو فروغ نہیں دیا بلکہ دوسرے ممبران کی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کو دلائل کے ساتھ حمایت بھی دی۔ دوسروں کو جواز مہیا کرانے کا عمل آپ کو اپنے تنگ مفادات سے دور لے جاتا ہے، کیونکہ دوسروں کو سمجھانے اور اپنا

ہمنوا بنانے کے لیے آپ کو دلائل دینے پڑجاتے ہیں۔

آئین ساز مجلس کے طول طویل مباحثے ایک طرح خراج تحسین ہیں اس کوشش کے لیے جس کے ذریعے آئین کی ہر شق، ہر سطر کی زبردست جانچ پڑتال اور بحث کر کے بہترین عوامی مفاد کو حاصل کیا گیا۔ آئین سازی کی تاریخ میں یہ مباحثے، سب سے زیادہ اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اور اپنی افادیت واہمیت میں، فرانسیسی اور امریکی آئین کے مساوی ہیں۔

آئین ساز اسمبلی کے صدر ڈاکٹر راجندر پرساد اور ڈرافٹنگ کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر ایک دوسرے سے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے۔

''..... جیسا میں نے محسوس کیا، شاید ہی کسی نے کیا ہو کہ ڈرافٹنگ کمیٹی کے اراکین خاص طور پر اس کے چیئرمین ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنی صحت خراب ہونے کے باوجود کس قدر تندہی اور لگن کے ساتھ کام کیا ہے۔ ڈاکٹر امبیڈکر کو ڈرافٹنگ کمیٹی میں شریک کرنے اور انھیں اس کا چیئرمین بنانے کے فیصلے سے بہتر اور کوئی فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ انھوں نے نہ صرف اپنے انتخاب کو صحیح ثابت کیا بلکہ جو کام انھوں نے انجام دیا ہے اس میں انھوں نے چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس سے متعلق کمیٹی کے دیگر اراکین کے درمیان فرق کرنا غیر منصفانہ عمل ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ ان سبھی نے اتنے ہی جوش اور دلچسپی کے ساتھ کام کیا ہے جتنا کہ اس کے چیئرمین نے۔ وہ سبھی ملک کی جانب سے شکریے کے مستحق ہیں۔''

ڈاکٹر راجندر پرساد Cad.Vol.XI نومبر 1949

طریقہ ہائے کار

مجلس اسمبلی کے طریقۂ کار میں، عوامی حجت کی اہمیت پر کافی زور دیا گیا تھا۔ آئین ساز مجلس میں آٹھ کمیٹیاں تھیں مختلف موضوعات پر۔ عام طور پر جواہر لعل نہرو، راجندر پرساد، سردار پٹیل یا امبیڈکر نے، ان کمیٹیوں کی صدارت کی۔ یہ ایسے اشخاص تھے۔ جو بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے اتفاق رکھتے تھے۔ امبیڈکر، کانگریس اور گاندھی دونوں کے ہی شدید نقاد تھے اور ان پر یہ الزام لگاتے تھے کہ انہوں نے درج ذیل ذاتوں، ہری جنوں کی بھلائی کے لیے کافی کام نہیں کیا تھا۔ پٹیل اور نہرو بھی بہت سے مسائل پر ایک دوسرے سے متفق نہیں تھے۔ اس کے باوجود ان سب نے مل کر کام کیا۔ عام طور پر، ہر کمیٹی، آئین کی مخصوص دفعات کا متن (CONTENT) تیار کرتی تھی جس کو بحث کے لیے پوری مجلس کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ اتفاق رائے کی کوشش عام طور پر کی جاتی تھی۔ اس معقول فریضہ کی بنا پر کہ سب کے اتفاق سے دفعات، کسی مخصوص مفاد کے لیے مضر ثابت نہیں ہوں گی۔ کچھ دفعات پر رائے کا تبادلہ ہوتا تھا لیکن ہر معاملے میں ہر

دلیل، تفتیش یا فکر پر بہت توجہ دی گئی اور اسے قلمبند کیا گیا۔ مجلس کی کل ایک سو چھیاسٹھ دن نشستیں ہوئیں جو دو سال، گیارہ مہینوں پر محیط تھیں۔ اس کے اجلاس عوام اور پریس کے سامنے کئے گئے۔

قومی تحریک کی وراثت

البتہ کوئی بھی آئین، محض ایک مجلس کی سیدھی سادی تخلیق نہیں ہوتا، جس مجلس نے ہمارا آئین تیار کیا، اس کے برابر کوئی مجلس متنوع ہو ہی نہیں سکتی تھی، اگر پہلے سے، آئین کے ان بنیادی اصولوں پر ہم آہنگی نہ ہوتی جن کا آئین میں شامل کیا جانا ضروری تھا تو یہ ممکن نہ ہوتا۔ یہ اصول آزادی کی طویل جدوجہد کے دوران اپنائے گئے تھے۔ ایک معنی میں، مجلس آئین ساز نے قومی تحریک سے جو مکمل وراثت حاصل کی، اُسے ایک باقاعدہ شکل وصورت میں ڈھال دیا۔ آئین نافذ ہونے کے بعد، کئی دہائیوں تک، قومی تحریک نے بہت سے سوالات پر بحث ومباحثے کئے۔ جیسے آئین ہند کی تشکیل، ہندوستان کی حکومت کی شکل اور قسم کیسی ہو، اس کے اقدار کیا ہوں، عدم مساوات پر قابو کیسے کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ ان سے حاصل جوابات کو آئین میں آخری شکل دی گئی۔

اگر 1937ء میں ہم کو آزادی مل جاتی یا اگر 1957ء تک انتظار کرنا پڑتا تو کیا ہوا ہوتا؟ ہمارا آئین جو آج ہے، کیا اس سے مختلف ہوتا؟

مجلس قانون ساز کے روبرو، قومی تحریک کے جو اصول پیش کئے گئے تھے ان کا بہترین خلاصہ "مقاصد کی قرارداد" (وہ قرارداد جس نے آئین ساز مجلس کے مقاصد کو واضح کیا) میں ملتا ہے۔ یہ قرارداد جواہر لعل نہرو نے 1946 میں پیش کی اس قرارداد میں، آئین کے پس پردہ اقدار اور آرزوؤں کو مختصراً پیش کیا گیا تھا۔ ہم نے پہلے حصہ میں لکھا ہے، آئین کی اہم دفعات کے تعلق سے، ان کو اس قرارداد میں شامل کیا گیا۔ اسی قرارداد کی بنا پر، ہمارا آئین اُن بنیادی اقدار: مساوات، آزادی، جمہوریت، اقتدار اعلیٰ اور ایک شہری شناخت کو اخلاقی اظہار عطا کرتا ہے۔ لہٰذا ہمارا آئین، صرف اصولوں اور طریقہ کار کا ایک گورکھ دھندا نہیں، بلکہ ایسی

حکومت قائم کرنے کا پابند بناتا ہے جواُن بہت سے وعدوں کو پورا کرتی ہو، جو قومی تحریک نے عوام کے سامنے کئے تھے۔

مقاصد کی قرارداد: اہم نِکات

- ✓ ہندوستان ایک آزاد، مقتدر، جمہوریہ ہے۔
- ✓ ہندوستان، سابق برطانوی ہند کے علاقوں، ہندوستانی ریاستوں اور برطانوی ہند سے باہر دوسرے حصوں اور اُن ہندوستانی ریاستوں کا وفاق ہوگا، جو ہند یونین کا حصہّ بننا چاہتی ہیں۔
- ✓ یونین تشکیل دینے والے علاقے، آزاد یونٹ ہوں گے۔ جو حکومت اور انتظامیہ کے تمام اختیارات پر عمل کرنے میں خودمختار ہوں گے سوائے ان کے جو یونین کو تفویض کئے جائیں گے یا یونین سے وابستہ ہوں۔
- ✓ آزاد اور مقتدر ہندوستان اور اس کے آئین کو تمام اختیارات اور اقتدار، عوام سے حاصل ہوگا۔
- ✓ قانونی اور عوامی اخلاق کی بندشوں کے ساتھ ہندوستان کے عوام کو معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی انصاف، قانون کی نظر میں مساوی مواقع اور رتبے، بنیادی آزادیاں، اظہار خیال، عقیدہ، عبادت، پیشہ، انجمن بنانے اور عمل کرنے کی ضمانت اور سلامتی عطا کی جائے گی۔
- ✓ اقلیتوں، پس ماندہ طبقات اور قبائلی علاقوں نیز جبر واستبداد کے شکار اور دیگر پس ماندہ طبقوں کو کافی حفاظت دی جائے گی۔
- ✓ جمہوریہ ہند کی علاقائی یک جہتی اور زمین، سمندر اور فضا میں اس کے مقتدرانہ حقوق کو، مہذب قوموں کے قوانین اور انصاف کے مطابق قائم رکھا جائے گا۔
- ✓ انسانیت کی فلاح و بہبود اور امن عالم کے فروغ کے لیے پورا ملک رضاکارانہ امداد دے گا۔

قانونی نظم

ہم نے دیکھا کہ آئین کو یقینی طور پر موثر بنانے کا تیسرا عامل حکومت کے اداروں کے درمیان متوازن نظم برقرار رکھتا ہے۔ یہاں بنیادی اصول یہ ہے کہ حکومت جمہوری ہو اور عوام کی فلاح و بہبود کے تئیں پابند ہو۔ مجلس آئین ساز نے مختلف اداروں، جیسے مجلس عاملہ، مجلس قانون ساز اور عدلیہ کے مابین صحیح توازن قائم کرنے پر کافی وقت صرف کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمانی طرزِ حکومت اور وفاقی نظام کو اختیار کیا گیا۔ اس نے ایک جانب، حکومت کے اختیارات کو مجلس قانون ساز اور عاملہ کے درمیان تقسیم کر دیا تو دوسری جانب ریاستوں اور مرکز کے درمیان بھی یہی کیا۔

تو کیا یہ آئین دوسروں سے لیا گیا؟ ہم نے ایسا آئین کیوں اختیار نہیں کیا جس میں کہیں سے بھی کچھ نہ لیا گیا ہو؟

ہمارے آئین سازوں نے سب سے زیادہ متوازن نظامِ حکومت کی شکل تیار کرنے میں دوسرے ممالک کے تجربات سے فائدہ اٹھانے میں تکلف سے کام نہیں لیا۔ اس طرح ہمارے آئین ساز دوسرے ممالک سے کچھ اخذ کرنے کے خلاف نہیں تھے۔ درحقیقت یہ ان کے بالغ نظر ہونے کا ثبوت ہے کہ وہ دانش مندانہ دلیلوں پر توجہ دیتے تھے، تاریخی مثالوں پر دھیان دیتے تھے جو ان حالات میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ضروری تھے۔ اس طریقہ سے، انہوں نے دوسرے ممالک کی بہت سی دفعات سے فائدہ اٹھایا۔

البتہ، ان خیالات کو اخذ کرنا، کوئی مرعوبیت والی بات نہ تھی۔ اس سے قطع نظر، آئین کی ہر دفعہ کو، ہندوستان کے مسائل اور آرزوؤں کی بنیاد پر طے کیا گیا۔ یہ ہندوستان کی خوش قسمتی تھی کہ اپنے مقامی نقطۂ نظر کے باوجود، اس نے دنیا کی بہترین چیزوں کو اپنایا اور انھیں اپنا بنا لیا۔

ڈاکٹر بی۔آر۔ امبیڈکر آئین ساز اسمبلی میں بحث و مباحثہ کرتے ہوئے۔

اگر اس وقت، دنیا کی تاریخ میں، بنائے گئے اس آئین کے بارے میں کوئی پوچھنا چاہے گا کہ نیا کیا ہے تو اگر کوئی نئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ مختلف طریقے ہیں جو اس آئین میں موجود خرابیوں کو دور کرنے اور اس کو ملک کی ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اپنائے گئے۔

ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر
CAD, Vol. VII, p.37

مختلف ممالک کے آئین سے ماخوذ دفعات :

برطانوی آئین

پارلیمانی طرزِ حکومت

قانون کی بالادستی کا تصور

اسپیکر اور اس کا کردار، قانون سازی کا طریقہ

آئرش آئین

مملکت کی حکمتِ عملی کے ہدایتی اصول

فرانسیسی آئین

آزادی، مساوات اور اُخوت

امریکی آئین

بنیادی حقوق کا منشور

عدالتی نظرِ ثانی کا اختیار
اور
عدلیہ کی آزادی

کینیڈا کا آئین

نیم وفاقی طرزِ حکومت
(وفاقی حکومت، مضبوط مرکز کے ساتھ)

باقی ماندہ اختیارات کا تصور
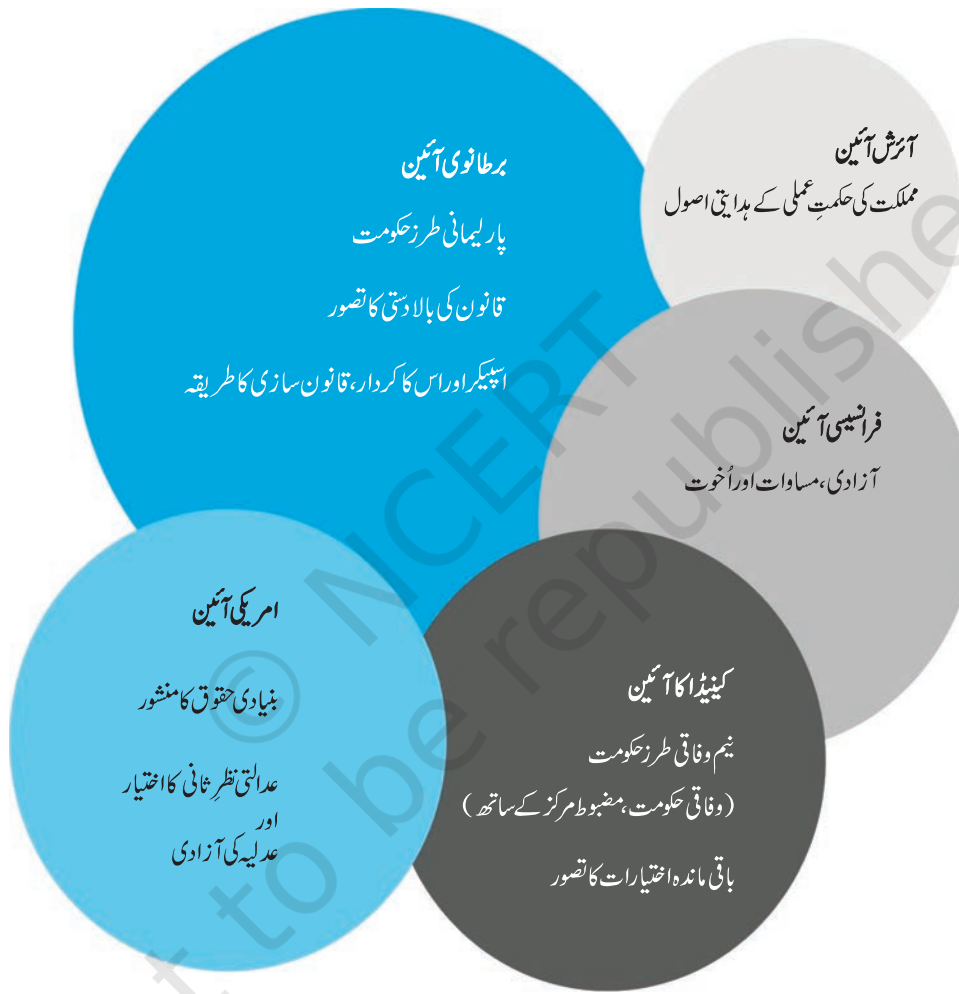
اختتام

آئین سازوں کی دور اندیشی اور دانش مندی کے تئیں، یہ آئین ایک طرح سے خراج تحسین ہے جسے انہوں نے ایک دستاویز کی شکل میں قوم کو پیش کیا۔ جس میں بنیادی اقدار اور عوام کی اعلیٰ ترین آرزوؤں کو محفوظ کر دیا گیا۔ یوں تو بہت سے عناصر اس کے پس پردہ ہیں لیکن ایک خاص بات یہ ہے کہ نہایت پیچیدگی سے تیار یہ دستاویز نہ صرف موجود ہے بلکہ ایک زندہ حقیقت بن چکی ہے۔ جبکہ بہت سے آئین ان کاغذات پر ہی باقی رہ گئے جن پر وہ تحریر کیے گئے تھے۔

آئینِ ہند ایک انوکھی دستاویز ہے، جو بہت سے دوسرے آئین کے لیے مثالی حیثیت رکھتی ہے، خاص طور پر جنوبی افریقہ کے لیے۔ تین سال تک جاری جدوجہد کے پس پردہ خاص مقصد یہ تھا کہ صحیح توازن اس طرح قائم کیا جائے تاکہ آئین کے ذریعہ تخلیق کردہ ادارے محض اتفاقی اور عارضی انتظامات بن کر نہ رہ جائیں بلکہ ایک طویل عرصہ تک، ہند کے عوام کی آرزوؤں اور توقعات سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ان انتظامات کے متعلق مزید معلومات آپ کو باقی ابواب میں ملے گی۔

مشق

1۔ ان میں کون سا کام آئین کا نہیں ہے؟

(a) یہ شہریوں کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔

(b) یہ حکومت کے مختلف اداروں کے لیے مختلف دائرۂ اختیارات کی نشاندہی کرتا ہے۔

(c) یہ اچھے لوگوں کے اقتدار میں آنے کی یقین دہانی ہے۔

(d) یہ کچھ مشترکہ اقدار کا اظہار کرتا ہے۔

2۔ پارلیمنٹ سے زیادہ آئین کا اختیار رہے، اس کے پس پردہ کیا خاص وجہ ہے؟

(a) آئین اس وقت بنا جب پارلیمنٹ کی تشکیل نہیں ہوئی تھی۔

(b) آئین ساز ممبران، ممبران پارلیمنٹ سے زیادہ ممتاز سربراہان مانے جاتے تھے۔

(c) آئین خصوصیت سے بیان کرتا ہے کہ پارلیمنٹ کی تشکیل کیسے ہوگی اور اس کے کیا اختیارات ہوں گے۔

(d) آئین میں، پارلیمنٹ ترمیم نہیں کر سکتی۔

3۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا بیان آئین سے متعلق صحیح ہے یا غلط؟

(a) حکومت کی تشکیل اور اختیارات سے متعلق تحریری دستاویز، آئین کہلاتی ہے۔

(b) آئین، صرف جمہوری ممالک میں تشکیل پاتے ہیں اور مطلوب ہوتے ہیں۔

(c) آئین ایک قانونی دستاویز ہے جو معیار اور اقدار سے بحث نہیں کرتی۔

(d) آئین اپنے شہریوں کو ایک نئی شناخت دیتا ہے۔

4۔ آئین سازی سے متعلق مندرجہ ذیل استنباط درست ہیں یا نہیں۔ اپنے جواب کی حمایت میں وجوہ بتائیے۔

(a) چونکہ عوام نے ان کا انتخاب نہیں کیا تھا۔ اس لیے آئین ساز مجلس، ہندوستان عوام کی نمائندگی نہیں کرتی تھی۔

(b) آئین سازی کے دوران کوئی اہم فیصلہ نہیں لیا گیا کیوں کہ اس وقت، اس کے خاکہ سے متعلق سربراہان کے مابین اتفاقِ رائے تھا۔

(c) آئین میں اصلیت بہت کم تھی کیوں کہ زیادہ تر حصے دوسرے ممالک کے آئین سے اخذ کیے گئے۔

5۔ آئین ہند سے متعلق مندرجہ ذیل نتائج کی حمایت میں کم از کم دو مثالیں پیش کیجیے :

(a) آئین کی تعمیر ان معتبر سربراہان نے کی، جن کو عوام کا احترام حاصل تھا۔

(b) آئین نے اختیارات کی تقسیم اس طرح کی کہ اس کی تخریب کاری بہت مشکل ہے۔

(c) آئین، عوام کی توقعات اور آرزوؤں کا منبع ہے۔

6۔ کسی ملک کے لیے، آئین کے اختیارات اور ذمہ داریوں کے درمیان واضح حد بندی کیوں ضروری ہے؟ ایسی حد بندی کی غیر موجودگی میں کیا ہوتا ہے؟

7۔ آئین کے لیے، حکمرانوں پر بندشیں لگانا کیوں ضروری ہے؟ کیا ایسا آئین بھی ہوسکتا ہے جو اپنے شہریوں کو کوئی اختیار نہ دے؟

8۔ جاپان کا آئین اس وقت بنا جب دوسری جنگ عظیم کے بعد، جاپان پر امریکی فوجوں کا کنٹرول تھا۔ جاپان کے آئین میں کوئی ایسی دفعہ شامل نہیں کی جا سکی جو امریکہ کو پسند نہ ہو۔ ایسے حالات میں آئین سازی کتنی مشکل ہوگی کیا آپ جانتے ہیں؟ ہندوستانی تجربہ اس سے کس قدر مختلف ہے؟

9۔ رجت نے اپنے استاد سے سوال پوچھا: آئین پچاس سال پرانا ہے۔ لہٰذا ایک پرانی کتاب ہے۔ اس کو نافذ کرنے کے لیے کسی نے میری رائے نہیں لی۔ یہ ایسی زبان میں تحریر ہے جو میں سمجھ نہیں سکتا۔ مجھے بتائیں کہ میں کس طرح اور کیوں کر اس کی پیروی کروں؟ اگر آپ استاد ہوتے تو آپ رجت کو کیا جواب دیتے؟

10۔ ہمارے آئین کے عملی تجربہ پر بحث کے دوران تین مقررین نے تین مختلف نقطۂ نظر اختیار کئے :

(a) ہربنس : ہمیں ایک جمہوری حکومت مہیا کرانے میں آئین ہند کامیاب رہا ہے۔

(b) نیہا : آئین نے، آزادی، مساوات اور اخوت کو یقینی بنانے کا وعدہ کیا۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا، اس لیے آئین ناکام ہوگیا۔

(c) ناظمہ : آئین نے ہمیں ناکام نہیں بنایا۔ ہم نے آئین کو ناکام بنا دیا۔

ان میں سے کیا کسی نقطۂ نظر سے آپ اتفاق کرتے ہیں؟ اگر ہاں، تو کیوں؟ اگر نہیں، تو آپ کا کیا نقطۂ نظر ہے؟